

بھی ہے۔ یوں بھی جھوٹ سے جھوٹ مانع بھی سو فیصد جھوٹ نہیں بولتا۔ کراماً کاتبین، ہی جانتے ہیں کہ پیدائش سے کراب تک میں کتنی بار جھوٹ بول چکا ہوں لیکن جب جب ائمہ نے توفیق دی تو میں سچ بھی بولتا رہا ہوں۔ جھوٹ کی ایک قسم وہ ہے جس کو خود قرآن مجید نے "إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌ بِالْأَيْمَانِ" کے الفاظ میں جائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح "إِلَّا آنَّ تَتَقَوَّهُنَّ هُنْ قُتَّةٌ" بھی وارد ہے۔ ایک صورت "تَوْرِيه" (لینی دکھادے) کی ہے۔ ایک اور صورت کو لمحتے: کسی آدمی کو زہر دینا کیسا امر ہے؟ کسی فقیر یا مشیر قانون سے پوچھو تو وہ کہے گا کہ یہ ایک جرم ہے اور حرام۔ لیکن کسی طبیب سے پوچھو تو وہ بتائے گا کہ وہی زہر فلاں بیماری کا علاج اور تریاق ہے۔ زیرِ بحث حدیث کے مطعون راوی عبد بنوی سے کئی نسلوں بلکہ کئی صدیوں بعد کے لوگ ہیں۔ اگر آئندہ خوش قسمتی سے ان سے پہلے کے راویوں (صحابہ، تابعین، تبع تابعین وغیرہ) کی کتابیں دستیاب ہو جائیں۔ (اور الحمد للہ ہوربھی ہیں) اور ان میں یہ حدیث بھی مل جائے تو ظاہر ہے کہ متاخر زمانے کے کسی ضعیف یا جھوٹے راویوں نے بھی اسی حدیث کی روایت کی ہو تو اس سے اصل حدیث کی صحت متاثر نہ ہو سکے گی۔

علم جرح و تعديل میں صرف "روایت" سے نہیں، بلکہ "درایت" سے بھی کام لیا جاتا ہے، ہو سکتا ہے کہ روایت کے لحاظ سے کوئی حدیث صحیح قرار پاتے، لیکن درایت کے لحاظ سے وہ ناممکن ہو تو حدیث کو رد ہی کرنا پڑے گا، اور خیال کرنا پڑے گا کہ راوی سے سہو ہوا ہے۔ مثلاً جس لمحے رسول اکرمؐ پوچھ فرمائے تھے، کسی کی چینیک سے راوی پوچھ مل سن نہ سکا اور اس طرح اسے غلط فہمی ہو گئی۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ روایت تو حدیث رد کرنے کے قابل ہو، لیکن دیگر شواہد موجود ہوں تو اس کو قبل کرنے میں تامل نہیں کیا جاتے گا۔

میں یہاں زیرِ بحث حدیث کے پچھے شواہد عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں؛ اسوق العرب کا (لینی قبل اسلام عرب میں جو سالانہ میلے لگتے تھے، ان کا) برکشترت سورخوں نے ذکر کیا ہے، ان میں سے ایک، ابن قتیبہ کے استاذ، محمد بن جبیب کی کتاب المحرر (مطبوعہ حیدر آباد دکن، صفحہ ۲۶۵ تا ۲۶۶ میں لکھا ہے):

"خُرُوقُ دَبَّا، وَهِيَ احْدَى قَرَصَّتَى الْعَرَبِ يَا تَيِّهَا"

تُجَارُ الْيَسِنْدِ وَالْمَهْرَدِ وَالصِّينِ، وَأَهْلُ الْمَسْرِقِ
 وَالْمَعْرِبِ فِي قَوْمٍ سُوْقَهَا أَخْرُ يَوْمٍ قَنْ رَجَبٌ“
 ”پھر دبا کامیلہ یہ عرب کی دو بڑی بندرگاہوں میں سے ایک ہے۔
 وہاں سندھ، ہندوستان، چین اور مشرق و مغرب کے لوگ آتے تھے
 اور یہ کہ اس کامیلہ ما رجب کے آخری دن لگتا تھا۔“

اس سے کے ساتھ مسند احمد بن عقبہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۶ کو پڑھیے۔ وہاں قبلہ
 عبد القیس کے وفد کا ذکر ہے، جو اسی علاقے میں رہتا تھا اور اپنے اسلام کے علان
 کے لیے مدینہ آیا تھا۔ رسول اکرمؐ نے وفد کے سردار سے اس کے ملک کے بعض
 آدمیوں اور بعض مقاموں کے متعلق پچھہ دریافت فرمایا تو اس نے بے ساختہ کہا،
 ”یا رسولؐ! آپ ہمارے ملک سے ہم سے بھی زیادہ واقع نظر آتے ہیں؟“
 حضورؐ نے جواب دیا: ”میں نے تمہارے ملک کو روشنایا ہے اور مجھے وہاں بہت دن
 رہنے کا موقع ملا ہے۔“

ان دونوں تذکروں کو ملائیں تو گمان ہوتا ہے کہ غالباً اسلام سے قبل حضرت خدیجہؓ
 کا مال تجارت لے کر حضورؐ اس علاقے کو تشریف لے گئے تھے۔ تعجب نہ ہو کہ
 آپ نے وہاں چینی تاجریوں کو دیکھا؛ اور ان کے سامان مثلاً رشیم، چینی برلن وغیرہ
 کو دیکھ کر کارگری سے متاثر ہوتے ہوں، اور ان سے پوچھا ہو کہ یہ میں اپنے ملک
 سے یہاں (مشرقی عرب تک) آنے میں کتنا وقت لگتا ہے؟ اور اسی تاثر کے
 باعث بعد میں فرمایا ہو کہ: ”أَطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَقُوْنَ الْصِّينِ“

اس استنباط کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے کہ دباؤ کے میں چینی بھی نہیں
 ہندی اور سندھی تاجریوں کا بھی ذکر ہوا ہے۔ حدیث ذیل سے (جو ابن ہشام، طبری،
 ابن سعد وغیرہ برکثرت مولفوں نے بیان کی ہے اور جو قبلہ عبد القیس کے مذکورہ بالا
 وفد کی مہصر ہے) کون واقع نہیں؟ نہیں میں رسول اکرمؐ نے حضرت خالد بن الولیدؓ
 کو سین بھیجا۔ انہوں نے اطلاع بھیجی کہ قبلہ بھارت (بني الحارث بن کعب) مسلمان
 ہو گیا ہے، تو حضرت خالدؓ کو خط بھیجا کہ اب مدینہ والیں آجائو اور نو مسلم قبلیے کے
 چند لوگوں کو بھی ساتھ لاؤ۔ جب وہ آئے تو دوسرے دیکھ کر پوچھا:

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رشتہ ایجاد و جمادیکا جامع اشاعتیہ

"مَنْ حَوَّلَهُ إِلَيْهِ الْدِينَ كَانَ مَهْمُورًا جَالُ الْمَهْنِدِ؟"

"یہ کون لوگ ہیں جو اہل ہند کے سے معلوم ہوتے ہیں۔؟"

اس کا پس منظر بھی وہی دبایا کامیلہ ہونا چاہیے، جہاں تیس چالیس سال قبل رسول اکرم ہند و ستانی بنیوں کو دیکھے تھے۔

ان شواہد کی موجودگی میں یہ ناممکن نہیں کہ بعض ضعیف راویوں کی موجودگی کے باوجود "أَطْلَبُوا الْعِلْمَ وَلَعُزُّ الْحَصَّىنَ" کی حدیث (جو قرآن قیاس ہے) ضعیف ہو۔ واثر اعلم بالصواب!

مولانا عبدالرحمن عاجز

شعر و ادب

سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

پھر بھی ہے مگر تو پڑہ نہیں سجوان اللہ سجوان اللہ
کوئی بھی نہیں کوئی بھی نہیں سجوان اللہ سجوان اللہ
رفعت پر اٹھایا عرش بریں سجوان اللہ سجوان اللہ
طیبہ کر زمیں پر خلید بریں سجوان اللہ سجوان اللہ
دنیا میں وہ ہے اسلام ہی میں سجوان اللہ سجوان اللہ
ہر فرہہ ترے جلوں کا ایں سجوان اللہ سجوان اللہ
چھ لوگ ہیں خوش چھ لوگ ہر زیں سجوان اللہ سجوان اللہ
خم ہر جاتی ہے اس کی جبیں سجوان اللہ سجوان اللہ
چھ منظر غم، کچھ نقش حسین سجوان اللہ سجوان اللہ
جو پڑھتے ہیں قرآن میں سجوان اللہ سجوان اللہ

تو میری شہرگے بھی قریب سجوان اللہ سجوان اللہ
کب اور مجدلاً تجوہ سا ہے جبیں سجوان اللہ سجوان اللہ
پانی پچھایا فرش زمیں سجوان اللہ سجوان اللہ
کہ کہ جہاں میں بلدا میں سجوان اللہ سجوان اللہ
نازل جو ہوا از عرش بریں سجوان اللہ سجوان اللہ
چکولیں ہیں تری قدرت کی ہمکاریوں میں تری صفت کی چک
چھ مرتبت ہیں اپنی دولت پر کچھ خاتمت اس کی کثرت پر
اک بندہ مون سنتا ہے جس وقت کوئی فرمان نبی
برزخ بے کھینچت ہے جبیں مژرخ بے کھینچت کہیں
اللہ کی باتیں سنتے ہیں اللہ سے باتیں کرتے ہیں

عاجز ت عمل جو کرتا ہے اللہ پر سب کچھ ظاہر ہے!
بندہ ہو کھینچ بھی ہے وہیں سجوان اللہ سجوان اللہ